بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصہ تفسیر قرآن (پارہ نمبر:25)

اس پارے میں سورتیں ہیں: سورۃ الشوریٰ، سورۃ الزخرف، سورۃ الدخان اور سورۃ الجاثیہ ہیں۔

سورۃ الشوریٰ

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ:

توحید باری تعالیٰ کی اقسام میں سے ایک قسم توحید اسماء وصفات ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی صفات میں وہ تنہا اور یکتا ہے۔ صفات کے معاملے میں امت کے کئی گروہ بھٹک گئے ہیں، کچھ نے صفات کا انکار کر دیا۔ کچھ نے انکار تو نہ کیا، البتہ اپنی طرف سے ان کا معنی ومفہوم متعین کر دیا، مثلاً: وہ کہتے ہیں کہ اللہ عرش پر مستوی نہیں ہے اور جو قرآن مجید میں عرش پر مستوی ہونے کا ذکر آیا ہے، اس سے مراد اللہ کی حکومت ہے۔ اللہ کے ہاتھ نہیں ہیں اور قرآن مجید میں جو ہاتھوں کا ذکر آیا ہے، اس سے مراد اللہ کی قدرت ہے۔ اور ایک تیسرا گروہ اٹھا اس نے کہا: اللہ کی صفات مخلوق کی طرح ہیں۔ یعنی اللہ کے ہاتھ ہمارے ہاتھوں کی طرح اور اللہ کا چہرہ ہمارے چہرہ کی طرح ہے وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی رہنمائی کے لیے فرمایا:

فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ(سورۃالشوری:11)

(وہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمھارے لیے تمھارے نفسوں سے جوڑے بنائے اور جانوروں سے بھی جوڑے۔ وہ تمھیں اس (جہاں) میں پھیلاتا ہے، اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

○ یعنی اللہ کی صفات موجود ہیں، لہٰذا ان کا انکار کرنا قطعاً غلط ہے۔ دوسرے اس کا معنی متعین کرنا، یا اسے مخلوق کی صفات کے مثل قرار دینا بھی غلط ہے۔ اس حوالے سے درست موقف اہل سنت کا ہے کہ اللہ کی صفات کو تسلیم کیا جائے، ان کا انکار نہ کیا جائے اور انھیں کسی مخلوق کی صفات کے مشابہ یا مثل قرار دینا بھی درست نہیں، اللہ کی صفات کو اس طرح مانا جائے جیسے اس کے شایان شان ہیں۔

تمام انبیاء کا دین ایک تھا:

آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد ﷺ تک تمام انبیاء کا دین ایک تھا، بس حالات اور قوموں کی قوت وطاقت کے اعتبار سے عبادات کے احکام میں کچھ فرق رکھا گیا تھا، ان میں فرقہ بندی کرنا محض علماء کی ضد کا نتیجہ ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ (سورۃالشوریٰ: 13)

اس نے تمھارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا جس کا تاکیدی حکم اس نے نوح کو دیا اور جس کی وحی ہم نے تیری طرف کی اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا، یہ کہ اس دین کو قائم رکھو اور اس میں جدا جدا نہ ہو جاؤ۔ مشرکوں پر وہ بات بھاری ہے جس کی طرف تو انھیں بلاتا ہے، اللہ اپنی طرف چن لیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اپنی طرف راستہ اسے دیتا ہے جو رجوع کرے۔

○مزید فرمایا:

فَلِذَلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ (سورۃالشوریٰ: 15)

سو تو اسی کی طرف پھر دعوت دے اور مضبوطی سے قائم رہ، جیسے تجھے حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی مت کر اور کہہ دے کہ اللہ نے جو بھی کتاب نازل فرمائی میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا رب اور تمھارا رب ہے، ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال۔ ہمارے درمیان اور تمھارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں، اللہ ہمیں آپس میں جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ہر شخص کو اس کے اعمال کا اجر ملتا ہے:

اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کا ثمر ضائع نہیں کرتا۔ جو شخص جس مقصد کے لیے محنت کرتا ہے، اسے اسی حساب سے اجر ملتا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ

فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ (سورۃالشوری: 20)

جوکوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے ہم اس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔

اب چونکہ کافر آخرت کی زندگی کو مانتے ہی نہیں ہیں، اس لیے انھیں ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے اور مومن چونکہ آخرت کی کامیابی کے لیے عمل کرتا ہے، تو اللہ اسے آخرت میں اجر دے گا۔

توبہ کی قبولیت:

انسان چونکہ خطاء اور غلطی کا پتلا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہمیشہ توبہ اور پلٹنے کا دروازہ کھلا رکھا ہے ہوا ہے کہ کوئی شخص جب بھی توبہ کر لے، اللہ اسے معاف کر دے گا۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ (سورۃالشوریٰ: 25)

اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اللہ کے فیصلے مبنی برحق ہوتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ہے، اس نے اپنی مخلوق کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے، وہ ہی درست اور برحق ہے۔ کسی کو اندھا، لولا، لنگڑا، خوبصورت، بدصورت، ذہنی یا کند ذھن جیسا بنایا ہے، وہ ہی اس کے لائق ہے۔

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ (سورۃالشوری: 27)

اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق فراخ کر دیتا تو یقیناوہ زمین میں سرکش ہو جاتے اور لیکن وہ ایک اندازے کے ساتھ اتارتا ہے، جتنا چاہتا ہے، یقیناوہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے۔

ہر مصیبت اعمال کا نتیجہ ہے:

دنیا میں جو کچھ انسان کے ساتھ ہوتا ہے، وہ انسان کے اعمال کا دنیوی نتیجہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ (سورة الشوریٰ:30)

اور جو بھی تمہیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کر جاتا ہے۔

○ہمارے سلف کے بارے میں آتا ہے کہ جب بھی انہیں کوئی مصیبت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا وہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ امام ابن سعد بن ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ أَسْمَاءُ تَصْدَعُ فَتَضَعُ يَدَهَا عَلَى رَأْسِهَا وَتَقُوْلُ: بِذَنْبِي وَمَا يَغْفِرُهُ اللهُ أَكْثَرُ

اسماء بنت ابی بکر کو سر درد ہوتا، تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتی اور فرماتیں: میرے گناہ کی وجہ سے اور جو اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہیں وہ تو اس سے بہت زیادہ ہے:

الطبقات الکبریٰ:251/8، سیر اعلام النبلاء:290/2

○ابن عون فرماتے ہیں:

محمد بن سیرین رحمہ اللہ پر قرض چڑھ گیا، تو وہ اس کی وجہ سے غمگین ہو گئے تو فرمایا:

إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ لَمَّا رَكِبَهُ الدَّيْنُ اغْتَمَّ لِذَلِكَ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ هَذَا الْغَمَّ، هَذَا بِذَنْبٍ أَصَبْتُهُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً

یقینا میں اس غم کو پہچانتا ہوں۔ یہ میرے چالیس سال پہلے کیے ہوئے گناہوں کی وجہ سے ہے۔

تفسیر القرطبی:41/16

○اسی طرح ابن ابی حواری فرماتے ہیں:

ابو سلیمان دارانی سے پوچھا گیا:

مَا بَالُ الْعُقَلَاءِ أَزَالُوا اللَّوْمَ عَمَّنْ أَسَاءَ إِلَيْهِمْ؟

عقل مند لوگ اپنے ساتھ برائی کرنے والوں کو قابل ملامت کیوں نہیں گردانتے؟

تو انہوں نے جواب دیا:

لِأَنَّهُمْ عَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِنَّمَا ابْتَلَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ

کیونکہ وہ جان چکے ہیں کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں (مصیبت میں) مبتلا کیا ہے۔

تفسیر قرطبی:31/16

مومنوں کی صفات:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (سورة الشوریٰ: 36-40)

پس تمھیں جو بھی چیز دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا معمولی سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے، ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں ۔اور وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب بھی غصے ہوتے ہیں وہ معاف کر دیتے ہیں ۔اور وہ لوگ کہ جب ان پر زیادتی واقع ہوتی ہے وہ بدلہ لیتے ہیں ۔اور وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی اور ان کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔اور کسی برائی کا بدلہ اس کی مثل ایک برائی ہے، پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

سورۃ الزخرف

انبیاء علیہم السلام کی ذمہ داری، لوگوں کو دعوت دینا تھی، ان کے بعد یہ ذمہ داری امت محمد ﷺ کی ہے۔ ہمیں اپنی یہ ذمہ داری پوری کرنا ہے، کوئی مانے یا نہ مانے۔ اگر لوگ نہ مانیں، تو دعوت چھوڑ دینا درست نہیں ہے:

أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ (سورة الزخرف: 5-8)

تو کیا ہم تم سے اس نصیحت کو ہٹا لیں، اعراض کرتے ہوئے، اس وجہ سے کہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔ اور کتنے ہی نبی ہم نے پہلے لوگوں میں بھیجے۔ اور ان کے پاس کوئی نبی نہیں آتا تھا مگر وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ تو ہم نے ان سے زیادہ سخت پکڑ والوں کو ہلاک کر دیا اور پہلے لوگوں کی مثال گزر چکی۔

عربوں میں بیٹیوں سے نفرت:

عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے اس عقیدے سے فرشتے خوش ہوں گے اور اللہ کے سامنے ہماری سفارش کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے لیے فرشتوں کو میری

بیٹیاں قرار دیتے ہوتے، لیکن خود اپنے لیے بیٹیوں کو ناپسند کرتے ہو۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ أَوَمَنْ يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ (سورۃالزخرف: 17۔18)

حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جائے جس کی اس نے رحمان کے لیے مثال بیان کی ہے تو اس کا منہ سارا دن سیاہ رہتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ اور کیا (اس نے اسے رحمان کی اولاد قرار دیا ہے) جس کی پرورش زیور میں کی جاتی ہے اور وہ جھگڑے میں بات واضح کرنے والی نہیں؟

کسی بڑے آدمی کو نبی کیوں نہیں بنایا گیا؟:

کافر سرداروں کا موقف تھا کہ محمد ﷺ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم سردار لوگ ہیں، ہم ان کی بات نہیں سن سکتے، اللہ تعالیٰ کو چاہئے تھا کہ سرداروں میں سے کسی کو نبی بناتا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ (سورۃالزخرف: 31/32)

اور انھوں نے کہا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟ کیا وہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے خود ان کے درمیان ان کی معیشت دنیا کی زندگی میں تقسیم کی اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں بلند کیا، تاکہ ان کا بعض، بعض کو تابع بنالے اور تیرے رب کی رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

یعنی تمھیں رزق دیا ہوا، اور جس کی بنیاد پر تم خود کو بڑا سمجھتے ہو، یہ تو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اس لیے اللہ کے ہاں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے، کہ اللہ تم سے پوچھے کہ نبوت کسے دینی ہے اور کسے نہیں دینی۔

دنیا کافروں اور آخرت اہل ایمان کے لیے خالص ہے:

وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ وَزُخْرُفًا وَإِنْ كُلُّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ (سورۃالزخرف: 33۔35)

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی امت ہو جائیں گے تو یقینا ہم ان لوگوں کے لیے جو رحمان کے

ساتھ کفر کرتے ہیں، ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی، جن پر وہ چڑھتے ہیں۔ اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی، جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں۔ (چاندی کے بنادیتے) اور سونے کے اور یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کے سامان کے سوا کچھ نہیں اور آخرت تیرے رب کے ہاں متقی لوگوں کے لیے ہے۔

یعنی ڈر یہ تھا کہ مسلمان بھی دنیا کی نعمتیں دیکھ کر کہیں بہک نہ جائیں، اس لیے کچھ نعمتیں مسلمانوں کو بھی دے دی ہیں، ورنہ اللہ کی نظر میں جو دنیا کی حیثیت ہے، اس اعتبار سے ساری دنیا ہی اللہ کا فروں کو دے دیتا۔

سورة الدخان

یہ کائنات کھیل یا تماشا نہیں ہے:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (سورة الدخان :38_39)

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔ ہم نے ان دونوں کو حق ہی کے ساتھ پیدا کیا ہے اور لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

یہ اتنی بڑی کائنات بول بول کر تمہارے سامنے اللہ کی توحید کو بیان کر رہی ہے۔ لیکن تم اس کی آواز پر کان نہیں دھر رہے۔ شائد تم اسے کھیل تماشا سمجھتے ہو۔ تمھیں کائنات کی تخلیق پر غور و فکر کرو، اس سے تمھیں حق سمجھنے میں مدد ملے گی۔

إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ (الجاثيه :3_6)

بلاشبہ آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے یقینا بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور تمھارے پیدا کرنے میں اور ان جاندار چیزوں میں جنھیں وہ پھیلاتا ہے، ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو یقین رکھتے ہیں۔ اور رات اور دن کے بدلنے میں اور اس رزق میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا، پھر اس کے ساتھ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا اور ہواؤں کے پھیرنے میں ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں

جو سمجھتے ہیں ۔ یہ اللہ کی آیات ہیں، ہم انھیں تجھ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں، پھر اللہ اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے؟

جنت اور جہنم کی زندگی کا تقابل:

اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کی زندگی کے متعلق فرمایا:

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ (سورۃالدخان:43۔50)

بے شک زقوم کا درخت ۔ گناہ گار کا کھانا ہے ۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح، پیٹوں میں کھولتا ہے ۔ گرم پانی کے کھولنے کے طرح ۔ اسے پکڑو، پھر اسے بھڑکتی آگ کے درمیان تک دھکیل کر لے جاؤ ۔ پھر کھولتے پانی کا کچھ عذاب اس کے سر پر انڈیلو ۔ چکھ، بے شک تو ہی وہ شخص ہے جو بڑا زبردست، بہت باعزت ہے ۔ بے شک یہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے ۔

○ پھر اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی زندگی کے متعلق فرمایا:

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ كَذَلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورۃالدخان: 51۔57)

بے شک متقی لوگ امن والی جگہ میں ہوں گے ۔ باغوں اور چشموں میں ۔ وہ باریک ریشم اور گاڑھے ریشم کا لباس پہنیں گے، اس حال میں کہ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ۔ اسی طرح ہوگا اور ہم ان کا نکاح سفید جسم، سیاہ آنکھوں والی عورتوں سے کر دینگے، جو بڑی آنکھوں والی ہیں ۔ وہ اس میں ہر پھل بے خوف ہو کر منگوا رہے ہوں گے ۔ وہ اس میں موت کا مزہ نہیں چکھیں گے، مگر وہ موت جو پہلی تھی اور وہ انھیں بھڑکتی آگ کے عذاب سے بچائے گا ۔ تیرے رب کی طرف سے فضل کی وجہ سے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے ۔

سورۃ الجاثیہ

خواہشات کی بندگی:

اللہ تعالیٰ نے تمھیں تخلیق کیا ہے، تم اس کے بندے اور غلام ہو، لہٰذا تم پر فرض ہے، اس کی اطاعت کرو،

جب کہ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم اپنی خواہش نفس کی پیروی کررہے ہو، یہ ایک بندے اور غلام کو زیب نہیں دیتا۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (سورۃ الجاثیہ: 23)

پھر کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا معبود اپنی خواہش کو بنالیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کردیا اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا۔ پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت دے، تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

رائٹر
الشیخ عبدالرحمن عزیز
03084131740
ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی 03086222418
حافظ عثمان بن خالد مرجالوی 03036604440
حافظ طلحہ بن خالد مرجالوی 03086222416